مقالہ خصوصی

شجرہ طیبہ

تقریب بخاری کے حوالہ سے جناب غلام سرور قریشی نے جامعہ کی 26 ویں سالانہ تقریب بخاری کے موقع پر لکھا

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب والا! السلام علیکم۔ جامعہ علوم اُثریہ جہلم، اس جہانِ رنگ وبو میں خلد آشیانی، جنت مکانی سلف صالحین کی نشانی جناب حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحبؒ کا ایسا حسین اثر ہے جسے ان شاء اللہ مٹنا نہیں ہے۔ یہ جامعہ ان کی عزیمت وہمت کی کہانی اپنے حال کی زبانی سناتا ہے۔ یہ ایک ایسا مرکز علمی ہے جس کی تابانی، ضیا پاشی اور نور بیزی سدا بڑھتی رہے گی اور دنیا میں دین محمدیؐ کے روئے حقیقی کو جلا بخشتی رہے گی۔ یہ ایک ایسا چشمہ ہے جو ان شاء اللہ تا قیام قیامت طالبانِ حقیقت، جویانِ معرفت اور تشنگانِ کتاب وسنت کی طلب وتشنگی کو تسکین مہیا کرتا رہے گا۔ یہ وہ شجر سایہ دار ہے جس کے نیچے شائقانِ اسلام اور سالکانِ راہ عرفان ہمیشہ راحت پاتے رہیں گے۔

جناب والا! حیاتِ جاوید کسی کیلئے نہیں! جب نہیں، تو پھر یہ ترکیب کیوں وضع کی گئی؟ غور کیا تو شیخ سعدیؒ کا یہ شعر یاد آیا ؎ نمرد آنکہ پس از وی ماند بجا پل و مسجد و چاہ و مہماں سرا

جامعہ علوم اُثریہ جریدۂ عالم پر حضرت حافظ صاحبؒ کے نام کی وہ بابرکت یادگار ہے جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کرم سے قائم ودائم ہے۔

اس جہانِ فانی میں کسی کو مستقل قیام ودوام نہیں ہے۔ جسم وجان کا رشتہ آخر ایک نہ ایک دن ٹوٹتا ہے تو پھر حیاتِ جاوداں کیسی؟ ہاں، یہ دوام، نام کو حاصل ہے۔ نام کا رشتہ، جب کارِ خیر سے جڑتا ہے تو پھر اس کیلئے فنا نہیں ہے۔ یہ نام شہرت عام کے دفتر میں درج ہو کر بقائے دوام پا جاتا ہے اور حیات جاوید کا یہی مقام ہے۔ شیخ کے محولہ بالا شعر کی تائید میں ایک مصرعہ پنجابی کا بھی ہے۔

بھلیاں دی بھلیائی رہسیں ، جاسی گزر زمانہ

جناب والا! نیک عزائم اور پاک مقاصد کو جب اللہ تعالیٰ کی رضا اور پسند کا توافق حاصل ہوتا ہے تو یہ حقیقت کے جاذب نظر اور حسین قالب میں ڈھل جاتے ہیں۔ الحمد للہ حضرت حافظ صاحبؒ نے جب اور جس

بنائے اسلام، مسجد، مدرسہ اور لائبریری کے قیام کا بیڑہ اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حسن نیت میں اپنی توفیق وتائید شامل کر کے ان سے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دلائے جن کے واسطے بظاہر سامان اور تکمیل کے امکان موجود نہ تھے بلکہ قدم قدم پر رکاوٹوں کے پہاڑ آئے مگر حافظ صاحبؒ کے قدم کبھی نہ ڈگمگائے۔

یہ مسجد سلطان اور جامعہ اثریہ کی پرشکوہ عمارات اور فلک بوس مینار حضرت حافظ صاحبؒ کی عالی ہمتی پر گواہ ہیں۔ انہی میں آج یہ مبارک تقریب انعقاد پذیر ہے جس میں آسمان علم وعرفان کے چاند تارے رونق افروز ہیں۔ یہ سب حضرت حافظ صاحبؒ کے یادگار آثار ہیں۔ صرف اسی پر ہی بس نہیں بلکہ ان کے دفتر عمل میں ایسے درجنوں ادارے مذکور ہیں جو صفحہ ہستی پر ان کی حاشیہ آرائی کے ایسے دل ربا اور دلکش گل بوٹے ہیں جن کی خوشبو سے ایک طرف اہل اسلام کی مشام جان معطر اور دوسری طرف خود صانع ازل ان پر نہال، شاداں وفرحاں ہے کیونکہ یہ بناہائے پاک اسی کے مقاصد کی عملی تصویر اور اسی کی محبوب تعبیر ہیں۔

جناب والا! حضرت حافظ صاحبؒ دنیائے دُنی کی لطافتوں اور کثافتوں سے کہیں بلند اڑنے والے شاہین تھے۔

پرندوں کی دنیا کا درویش ہے یہ ... کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی زمین پر بہت کچھ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کے گھر بنائے مگر اپنا گھر نہ بنایا۔ جو بنایا اللہ تعالیٰ کیلئے بنایا۔ خوبصورت، وسیع وعریض مساجد، مکاتب اور مدارس کا بانی اور معمار، خود حجرہ کا مکین اور سنت نبویؐ کے مطابق بوریا نشین رہا۔ اس کا سرمایۂ فخر، فقرِ محمدیؐ رہا۔

جناب والا! بخاری شریف سال میں ایک بار ختم ہوتی ہے۔ اسی کے اعزاز واکرام میں یہ تقریب ہر سال منعقد ہوتی ہے۔ یوں یہ جامعہ کی عید ہے اور اس سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبا کیلئے ایک آئندہ تابناک مستقبل کی تمہید ہے۔ آج ان طلبا کو سند فضیلت سے سرفراز ہونا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ طلبا کی دنیا سے نکل کر، جہانِ علما میں داخل ہوں گے۔

جناب والا! بخاری شریف کاخ اسلام کی زینت ہے کیونکہ یہ اصح الکتاب بعد القرآن ہے۔ اس کے جامع نے مسجد نبویؐ میں ریاض الجنۃ کے مقام پر دوگانہ نفل پڑھ کر ہر حدیث زیب قرطاس کی ہے۔ اس امام عالی مقام کی عزیمت اور حزم واحتیاط کا یارا اور حوصلہ اس واقعہ سے مترشح ہوتا ہے۔

امام بخاریؒ طویل سفر کے بعد ایک راوی حدیث تک پہنچے مگر اس سے صرف اس وجہ سے حدیث نہ لی کہ اس

نے نادانستہ طور پر مسجد کے رخ پر تھوک دیا تھا۔ حدیث سے اسی محبت اور اس کی صحت سے اسی شغف کا اثر تھا کہ امام کے نورِ باطن سے ان کی چشمانِ ظاہر کی نابینائی شکست کھا گئی اور ان کا نورِ بصیرت، ان کی نابینا آنکھوں میں نور بصر بن کر چمکا۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ کور باطن منکرین حدیث پرویزی، چکڑالوی اور مرزائی ایسی چمگادڑیں ہیں جن کی آنکھیں نورِ حدیث میں اندھی ہو جاتی ہیں اور صرف جہالت کی ظلمت ہی میں کھلتی ہیں، ان پر تین حرف بھیج کر ہم آگے بڑھتے ہیں۔

جناب والا! جمیع آئمہ حدیث اور بالخصوص امام بخاریؒ نے صحاح ستہ کی ترتیب وتدوین کر کے دراصل قرآن کے اس آسمانی اور ربانی بیان (تشریح) کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محفوظ کر دیا ہے۔ جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی تھی۔ ان بزرگوار اور پاکباز شخصیات نے اپنے اس فقید المثال اور رفیع الشان کارنامہ سے یہ حقیقت ثابت کر دی ہے کہ اسلام جغرافیائی قیود وثغور سے ماورا عالم گیر دین متین ہے۔ وہ یوں کہ قرآن مجید کی تحفیظ کا کام مدینہ طیبہ یعنی عرب میں حضرت عثمانؓ بن عفان کے ہاتھوں مکمل ہوا اور اس کے بیان یعنی حدیث کی حفاظت کا کام امام بخاریؒ کے ہاتھوں عجم میں تکمیل پذیر ہوا۔ یوں کل سرمایہ اسلام، عرب وعجم کی مشترکہ کاوش سے محفوظ ہوا اور یہی اس کی عالمگیریت کا ثبوت بھی ہے۔

عجم وعرب میں پھیلی احادیث کو، عجم سے اٹھ کر ایک شخص نے پہلے جمع کیا اور پھر انہیں جرح وتنقید کے کڑے معیار پر پرکھا، روئے زمین پر پھیلے راویانِ کرام سے روابط قائم کئے۔ ان کے احوال معلوم کئے ان کی قوتِ حافظہ عصمت زبان وبیان کو جانچا۔ ہر راوی کا دوسرے راوی سے ربط جوڑا۔ اس سلسلہ روایت کو صحابہؓ اور پھر رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس تک پہنچایا۔ اس پیچیدہ کام میں اس باریک بینی سے کام کیا کہ حرف عطف تک کی کمی بیشی نہ ہونے دی۔ اس تحقیق وتفحص کے دوران راویان کرام اور محدثین عظام کے جملہ کوائف جو جمع ہوئے، وہ اسماء الرجال حدیث کے نام سے ایک ایسی قابل اعتماد تاریخی دستاویز ہے کہ دنیا کا کوئی بھی دوسرا مذہب اور ان کا کوئی مؤرخ اور وقائع نگار اپنی تاریخ اور وقائع نگاری پر اس سے بڑھ کر معتبر شہادت نہ پیش کر سکا۔ اسے دیکھ کر دل پکار اٹھتا ہے کہ یہ کرشمہ اللہ تعالیٰ کا اپنا ہی ہے جو ان آئمہ کرام کے ہاتھوں پر ظہور پذیر اور نمودار ہوا۔ اس کی توفیق کے بغیر کوئی بشر ایسی زبردست شہادت پیش ہی نہ کر سکتا تھا یہی وجہ ہے کہ اہل عرب جو اپنے سوا باقی تمام اہل عالم کو گونگا یعنی عجمی کہتے تھے۔ ایک عجمی محدث کو اپنا امام ماننے پر تیار ہوئے تھے جب کہ وہ خود بھی اس میدان کے شہسوار تھے۔

جناب والا! یہاں ایک علمی بددیانتی کا ازالہ بھی ضروری ہے جو تواتر کے ساتھ منکرین حدیث پھیلاتے آ رہے ہیں کہ حدیث تو سرے سے کوئی عنوان اسلام تھی ہی نہیں اور یہ ابو مسلم خراسانی کی کارستانی اور اسلام کے خلاف عجمی سازش ہے۔ لیکن یہ الزام دھرنے والے جاہل پرویزی اتنا بھی نہیں جانتے کہ علم الحدیث فی الاصل

عربی فن ہے اور صحاح ستہ کے وجود میں آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ اور خصوصاً سیدہ عائشہ صدیقہؓ حدیث کی راویہ کے طور پر پورے عالم اسلام میں مشہور تھیں۔ مؤطا امام مالک اور مسند احمد پہلی صدی ہجری کے اواخر اور دوسری صدی ہجری کے اوائل میں مرتب ہو چکی تھیں۔ مسند احمد کی بیشتر روایات کی راویہ سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہؓ ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنے کام کا آغاز انہی دو مجموعہ ہائے حدیث سے کیا تھا جو پوری قوت استدلال سے اس دجل وافترا کا استرداد کرتا ہے کہ حدیث عربی الاصل نہیں ہے اس کذب بیانی کی ایک خاص وجہ اور منکرین حدیث کی ضرورت ہے۔ وہ قرآن کی تفسیر بالرائے اور من مانی تشریح کرنا چاہتے ہیں مگر حدیثِ پیغمبرؐ ان کی راہ کا بھاری پتھر ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ پتھر ہٹا دیا جائے تو پھر قرآن کی مطلق تشریح میں کوئی چیز مانع نہ رہے گی، اور وہ اسلام کے پورے سسٹم کو منتشر اور متزلزل کر دیں گے مگر یہ ان کی بھول ہے۔ مسلک اہل حدیث اور علمائے اہل حدیث کی موجودگی میں انہیں نہ اس سے پہلے کامیابی ملی ہے اور ان شاء اللہ نہ آئندہ ملے گی۔

جناب والا! بخاری شریف قرآن کے ساتھ نبی ﷺ کے کلماتِ طیبات کا ایک ایسا نور ہے جس سے مطلع اسلام روشن ہے حدیث نورٌ علی نور ہے۔ اسی روشنی سے جامعہ کی فضائیں معمور ہیں۔ اسی کی قال قال رسول اللہ ﷺ کی روح پرور صدائیں جامعہ میں کیف وسرور لاتی ہیں۔ اسی کی تدریس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا پیر محمد یعقوب قریشی ہاشمی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے پچاؔس سال گزارے جامعہ میں علم کے دریا بہائے۔ تشنگانِ حدیث کی کشت حیات کو سیراب اور اپنے لئے توشۂ آخرت وزادراہ عاقبت تیار کیا۔ اب ان کے جانشین شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا محمد اکرم جمیل صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ یہ ان کے بخت کی یاوری ہے کہ درس حدیث کی سعادت ان کی قسمت میں آتی ہے۔ وہ درس بخاری کی شمع فروزاں کیئے ہیں۔ وہ ہر لحاظ سے اپنے لائق پیش رَو کے سچے جانشین، میراث نبیؐ کے وارث اور شارح ہیں۔

جناب والا! خلد آشیانی، جنت مکانی، جامعہ ھذا کے بانی حضرت العلام مولانا حافظ عبدالغفور صاحب رحمہ اللہ سلف صالحین کی نشانی تھے۔ آج ان کی آل اولاد ان کے لگائے ہوئے چمنستانِ اسلام کی آبیاری میں پوری تندہی سے لگی ہے۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ کے خلف الرشید شیخ القرآن علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ، اپنے عظیم والد کے تتبع میں اسی کار خیر میں اپنی عمر گزار گئے۔ وہ راہی ملک بقا ہوئے تو ان کا خلا ان کے برادر اصغر جامعہ کے موجودہ رئیس حضرت مولانا حافظ عبد الحمید عامر فاضل مدینہ یونیورسٹی نے پُر کیا۔ انہوں نے اپنی پیشانی کے موتیوں اور دل ودماغ کی بھرپور توانائیوں سے اسی باغ کی بہار آفرینیوں میں تازہ جوش پیدا کر دیا اور نقش اول کی کارگزاری میں بیش بہا اضافے کئے۔ انہوں نے جامعہ کے حسن اور جمال و وقار میں ایسے ایسے رنگ بھرے کہ اہل دل کے دل جھوم اٹھے۔ عزیز گرامی حافظ احمد حقیق صاحب

سلمہٗ اللہ تعالیٰ جامعہ اُثریہ للبنات کی ترقی وکمال میں ہمہ تن مصروف ومشغول اور شبانہ روز ساعی ہیں۔ یہ انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ للبنات، دختران اسلام کیلئے اول درجے کی درسگاہ بن گیا ہے۔ ان کے دوسرے دو صاحبزادے قاری عبدالرشید وعبدالرؤف صاحبان بھی اپنی حیات کے اوقات گراں مایہ جامعہ کی خدمات جلیلہ کیلئے وقف کئے ہیں۔

جناب والا! یوں حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کا لگایا ہوا پودا، ان کی اولاد کی ہمت وخدمت کی برکت سے ایک ایسا تناور درخت بن گیا ہے جس کی ہر شاخ پر سینکڑوں طلبا بیٹھے خلوتِ اوراق میں محو مطالعہ ہیں اس طرح یہ اولاد صالح اپنے عظیم والد کیلئے کماحقہٗ صدقہ جاریہ ہے۔ ان کی مساعی عند اللہ ماجور اور مبرور ہیں اور ان پر حضرت حافظ صاحب مرحوم کو متواتر حصہ مل رہا ہے اور ان کے مراتب عند اللہ روز بروز بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں۔ اس دنیا سے رخت سفر باندھ کر چلے جانے والے ایسے خوش نصیب والد بہت کم ہوں گے جن کی نیک اولادیں ان کیلئے مستقل ذریعہ ثواب آخرت ہیں۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ، اللہ کے حضور اپنے بیٹوں کی خدمت اسلام کے حوالے سے ضرور مسرور ہوں گے۔

جناب والا! بخاری شریف کو کتب حدیث پر وہی فضیلت وفوقیت حاصل ہے جو اجرامِ فلکی پر آفتاب عالم تاب کو ہے۔ اسے قرآن شریف سے وہی نسبت ہے جو چولی کو دامن سے ہے ہمارا مسلک اسی لئے اہل حدیث ہے کہ قرآن عزیز بھی اپنے تئیں حدیث ہی کہتا ہے۔ ﴿فبای حدیث بعدہٗ یؤمنون﴾

جبکہ فرموداتِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حدیث ہی کہلاتے ہیں۔

یوں ہمارا مسلک انہی ''أمرین'' پر استوار ہے جن کی متابعت پر حضور اکرم ﷺ کی وصیت اور گمراہی سے تحفظ کی ضمانت ہے۔ قرآن ''وحی متلوّ'' اور حدیث ''غیر متلوّ'' ہے۔ نبیؐ کی زبان اقدس وحی ترجمان ہے۔ اسی لئے قرآن میں ارشاد ہوا: ﴿وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی﴾ ''(ہمارے نبیؐ) اپنی خواہش کے تحت اپنی زبان کو حرکت میں نہیں لاتے بلکہ وحی کے تحت ہی بولتے ہیں''۔ اس لئے حدیث شریف اللہ کی وحی کی ہی ایک صورت ہے۔

جناب والا! بخاری شریف کے درس آخریں کا شرف ہے کہ پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب حفظہ اللہ جیسے مایہ ناز عالم یہاں تشریف فرما ہیں۔ جامعہ ھذا کے فرش کو اس سے پہلے بھی بارہا نابغہ روزگار علمائے اسلام کی پابوسی کا شرف حاصل ہو چکا ہے مگر ڈاکٹر صاحب کی تو بات ہی اور ہے۔ وہ تو دور حاضر کے عبقری ہیں۔ ان کی آمد سے اس مجلس کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی ذات جدید رجحان کی نمائندہ اور وقت کی پکار کا جواب ہے کہ اسلام کو اب ایسے علما کی ضرورت ہے جو عصری علوم میں مہارت تامہ کے ساتھ حالات حاضرہ پر بھی نظر رکھتے ہوں اور ان چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں جو عالم کفر کی طرف سے اسلام کو درپیش ہیں، اور اس کی انقلابی قوت کو برقرار رکھ سکیں۔